رجسٹرڈ ایں نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا

کروں گا دور اُس منہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا

بشارت کیا ہے اک دل کی مُرادی — فسبحان الذی اخزی الا

LIBRARY 15 SEP 19

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دا

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر مرتضیٰ قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۱۲ - ستمبر ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۶

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

۱- حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔

۲- یہاں ذی الحجہ کا چاند ۱۱ تاریخ کے دن شام کو دیکھا گیا اس حساب سے عید الضحیٰ بدھ کو ہونی چاہیئے۔ لیکن جنتریوں والے سوموار کی عید لکھتے ہیں۔ دیکھا چاہیئے کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ شاید ہفتہ کے دن چاند ہونے کی کوئی خبر ملجائے

ناظرین کرام کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ فاروق یا الفضل میں جو قمری مہینے کی تاریخیں درج ہوتی ہیں۔ وہ کاتب جنتری سے دیکھ کر لکھتا ہے۔ اس کا اعتبار شرعی طور سے نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمنے اسلئے لکھا کہ بعض مخلصین ان تاریخوں کی بناء پر دوسروں سے مباحثہ شروع کر دیتے ہیں ؛

نظم

مولانا غلام احمد اختر (جو ایک اعلیٰ درجہ کے ادیب اریب اور فاضل لبیب ہیں۔ علمی زبان میں اپنے ایک حریف کو للکارتے ہیں۔ یہ نظم اپنے بدایع معنوی کے لحاظ سے قابل قدر ہے۔ اور ہم خوش ہیں کہ فاروق کا ممتاز درگرانمایہ کے محافظ بنتے ہیں (ایڈیٹر)

حسینوں سے ..... سوا ہیں
کج و کبرو و کجرہ و کج ادا ہیں

بھرا ہے غضب بانکپن سادگی میں
ہیں غدّار اور مدعیِ وفا ہیں

کروڑوں ہوں تا قتل مشقِ جفا سے
سوئے مقتل اس شوق میں رہگرا ہیں

غضب رنگ لائی ہے مستوری انکی
پس پردہ مشاقِ جور و جفا ہیں

بغضِ بصر زیر جلبابِ عصمت
یہ فتّان ہتّاک ستر حیا ہیں

کلائی تھکی وار پر وار کر کے
تو پھر خود ہی سرگرم آہ و بکا ہیں

ضمائر جو تھے مستتر سب ہیں بارز
یہ تعلیلیں اب انکی سب ناروا ہیں

ہوئی فتح کی دھن میں اعدا سے ہیں ضم
رہی کونسی کسر سب پردے وا ہیں

ہیں خواہان رفع اسلئے دشمنوں سے
کہ باغی خبر جسکے وہ مبتدا ہیں

کریں جرِّ نفع امن کی کسر سے یہ
کہ نحوِ شرافت سے نا آشنا ہیں

مقدم وہی ایک ہے سب ہیں تالی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نتیجہ یہی ہے کہ سب ابغیا ہیں
یہ عجمی نہیں منصرف ہونیوالے
معارف کی تنکیر میں مبتلا ہیں
ہے شیخ ان کا مفسد تو نفس ابہ کیا ہے
بجز علم ظنی کے آحاد کیا ہیں
اگر شیخ کا خط ملے بھی تو آخر
مجاز اور حقیقت کے دروازی وا ہیں
ہے عکس اور نقیض ان کا پیشہ کہ پل میں
قضایا جو ہوں موجبہ سالبہ ہیں
یہ پندار خود نصب کے مستحق ہیں
مفاعیل پرتاب سنگھی بلا ہیں
کچھ اس نصب میں کسر شان بھی نہیں ہے
مسلمان ملازم ہیں سکھ پادشا ہیں
ہیں خوش ہوں عدد کے شمار الیہم
اٹھیں انگلیاں ان کی یہ ابغیا ہیں
سمجھتے ہیں حکام کو بھولا بھالا
تعجب کہ یہ کسقدر اغبیا ہیں
حماقت ہے پرتاب کے مقتدی ہیں
شرارت میں اشرار کے مقتدا ہیں
لگا تیر پرتاب ہے ان کے دل میں
قتیل اپنے خنجر کے یہ ناسزا ہیں
یہ پرتاب سنگھی ہیں یا دیوبندی
سمجھنے سے فہم و خرد نارسا ہیں
صلاح اور تقوی کے حجرہ میں رہکر
فسادات میں از کجا تا کجا ہیں
دلوں میں ہوا فتنہ ہجرت کا باعث
یہ ظالم مہاجر نہیں ہیں تو کیا ہیں؟
حمایت کریں دشمنان وطن کی
بظاہر رعیت ہیں اور باوفا ہیں
کتاب اور سنت سے فتوی دکھادیں
منافق گر اسلام میں پیشوا ہیں
ادھر فتنہ سازی ادھر روبہ بازی
خدا جانے یہ ننگ اسلام کیا ہیں

تکلف سے ہیں دور اور سیدھے سادے
تصنع سے سرگرم مکر و ریا ہیں
امور ریاست سے ہیں دور لیکن
بڑے فتنہ پرداز اور فتنہ زا ہیں
بظاہر تو ہیں سیدھے سادے مسلماں
وے کرتب ان کے تحیر فزا ہیں
زباں پر اطاعت دلوں میں بغاوت
تقیہ کے احکام ان پر روا ہیں
ریا سے ادھر آستینیں ہیں کوتاہ
اُدھر فتنہ سازی میں دست رسا ہیں
یہ دل ہیں کہ تزویر کے آشیاں ہیں
یہ سر ہیں کہ سالوس کی آسیا ہیں
حکومت کے طالب ہیں اور یار غاب
بظاہر رعایائے بیدست و پا ہیں
کہاں سے اٹھے اور کہاں جا بیٹھے
یہی اشقیا آج کل اتقیا ہیں
انھوں نے ڈبویا ہے دین ہدی کو
یہ کشتئ اسلام کے ناخدا ہیں
ہیں مکار اور زاہد بے ریا ہیں
ہیں غدار اور صالح و پارسا ہیں
بطون اور حقانی سے محروم ہوکر
یہ باتونی اسلام کے رہنما ہیں
اگر علم رسمی میں یہ نکتہ رس ہیں
تو اعمال میں صفر سے نکتہ زا ہیں
علوم ظواہر میں گو منتہی ہیں
فساد اور فتنوں میں تا منتہی ہیں
یہ شر البریہ ہیں اعدائے اسلام
کہ دیں کے لئے عار و ننگ ہدی ہیں
دل و سینہ معمور بغض و دغا سے
بزعم خود اسلام کے مقتدا ہیں
اطاعت اولی الامر کی فرض حق ہے
یہ سرگوم ترمیم حکم خدا ہیں
یہ خود یہ تو سمجھے ہوئے ہیں کہ معنی

اولی الامر منکم کا فرمانروا ہیں
ہے تعمیم ان کے لئے زہر قاتل
کہ منکم سے تخصیص میں مبتلا ہیں
بجز انبیاء کے سب اولاد آدم
مساوی العقول اور مساوی القوی ہیں
ہیں حکام کالے ہوں گورے ہوں بھورے
معاصیوں میں مخصوص صرف انبیا ہیں
نہیں چھوڑتے امر کا کوئی پہلو
جو اعمال میں مستحق جزا ہیں
رعیت کے افراد ہو جاویں حاکم
تو ہر چند تم جیسے ہوں پادشا ہیں
مٹیں کیوں نہ غدار کے غم سے گھلکر
اسی کارواں کے یہ سب نقش پا ہیں
ڈراتے ہیں کیوں نام اسلام لیکر
مسلماں تو نفرت سے ان سے جدا ہیں
عجب پیروان رسول خدا ہیں
ہیں شاکی کہ کھانے ذرا بیمزا ہیں
مسیح اور مہدی کے انکار میں سب
بایزد گرفتار دام بلا ہیں
فتن ان سے اٹھینگے ان پر پڑینگے
یہ خود زیر الزام ہیں خود گواہیں
یہ شر الوری تحت ظل السما ہیں
کہ خود جاذب قہر ہائے خدا ہیں
حکومت کرے ٹالرینس تو سیکھیں
کہ حکام بھولے ہی بے انتہا ہیں
پر پشہ سقف فلک توڑتا ہے
یہ حرکات سب قابل مضحکہ ہیں
تمہیں صاحبو اسلطنت جانتی ہے ؛ کہ ہیں جو فروش اور گندم نما ہیں
خوشامد سے کیونکر ہو مطلب براری ؛ کہ کرم و باخورد بھی ازدہا ہیں
رکھو نفرت اس شیخ غدار سے تم ؛ رعیت ہیں گر آپ اور باوفا ہیں
حکومت سے لڑنیکی کیوں تمنا ٹھانی ؛ تمہارے مخالف تو احمد رضا ہیں

سب اہل خرد اس سے مانند اختر
تحیر سے آئینہ سان دیدہ وا ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان - ۱۲ ستمبر سنہ ۱۹۱۸ء

قربانی اور عید اضحیٰ کے مسائل

(نوشتہ قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

قربانی سنت ہے یا واجب!

یہ اصطلاحیں بعد میں وضع ہوئی ہیں۔ اسلئے ان جھگڑوں میں پڑنا ٹھیک نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ سے ایک روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے من کان لہ سعۃ ولم یضح فلا یقربن مصلانا (بلوغ المرام) جو باوجود استطاعت قربانی نہ کرے۔ وہ ہمارے مصلے کے پاس تک پھٹکے۔ اس سے استدلال کرتے ہیں۔ قربانی واجب ہے۔ لیکن دوسرا فریق یہ متفق علیہ حدیث پیش کرتا ہے۔ جسکے راوی براء ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ومن ذبح بعد الصلوٰۃ فقد تم نسکہ واصاب سنۃ المسلمین۔ جسنے عید کی نماز پڑھ کر قربانی کی۔ اسکی قربانی پوری ہوئی۔ اور وہ مسلمانوں کی سنت پر چلا (مشکوٰۃ باب العیدین) دوم اصحاب رسول اللہ نے آپ سے دریافت کیا۔ ماھذہ الاضاحی۔ یہ قربانیاں کیا ہیں۔ آپنے جواب ارشاد فرمایا سنۃ ابیکم ابراھیم علیہ السلام۔ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ قربانی ایک امر مسنون ہے۔ حضرت ابن عمر نے ایک شخص کو کیا اچھا جواب دیا کہ قربانی کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے دوبار اس نے پوچھا۔ دوبار یہی جواب دیا۔ (ترمذی)

قربانی کا التزام و فضیلت

ابن عمر راوی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں دس سال زندہ رہے۔ اور آپ قربانی فرماتے تھے (مشکوٰۃ) اور زید بن ارقم کی روایت سے ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ حضور انور نے فرمایا۔ بکل شعرۃ حسنۃ اور بکل شعرۃ من الصوف حسنۃ۔ بدلے ہر بال کے بلکہ پشم کے بالی بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی ہے۔ ایک اور حدیث ہے۔ جسکی راویہ حضرت عائشہ صدیقہ ہیں۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم وانہ لیاتی یوم القیٰمۃ بقرونھا واشعارھا واظلافھا وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بھا نفسا (رواہ الترمذی) دیکھو مشکوٰۃ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل نحر کے دن قربانی کرنا ہے۔ وہ قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں۔ بالوں اور کھروں کے ساتھ حاضر ہوگی۔ اور قربانی کا خون گرنے سے پہلے جناب الٰہی میں قبول ہوتا ہے۔ پس خوشدلی سے قربانی دو۔ (مشکوٰۃ)

قربانی کس پر

میں اسکے جواب میں کہوں گا۔ ہر ایک مسلمان پر جو وسعت رکھے کوئی نصاب مقرر نہیں۔ جب تک لوگوں میں خشیۃ اللہ ہے اور شریعت پر عمل کرنے کا شوق یہ جواب کافی ہے۔ لیکن بعض لوگ سستی کرتے ہیں۔ اور پھر بعض حیلے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ زیادہ تعجب یہ ہے۔ کہ اگر طعام تفاخر کا موقعہ ہو تو بے دریغ قرض لیکر بھی بکرے ذبح کر دینگے۔ مگر قربانی کے دن مسئلہ پوچھینگے۔ کہ میں غریب آدمی ہوں۔ قربانی کے بارے میں مجھے کیا ارشاد ہے۔ ان کے لئے فقہاء حنفیہ نے ضابطہ مقرر کر دیا ہے۔ ان کے لئے فقہاء حنفیہ نے ضابطہ مقرر کر دیا ہے کہ جسکے پاس جائداد بقدر نصاب شرعی ساڑھے باون روپے مسکن اور متاع مسکن اور سواری اور خادم کے سوا ہو دے۔ اسپر قربانی لازم ہے۔ زمین۔ زیور اسباب تجارت رہائشی مکان کے سوا دوسرے مکان کی مالیت جائداد میں محسوب ہوگی۔ بلکہ بقول بعض کتب غیر دینی اور اسکے دہرے نسخے بھی۔

۲۔ ہر ایک گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے۔ مختنف بن سلیم روایت کرتے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور عرفات میں تھے۔ تو میں نے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔ یا ایھا الناس ان علی کل اھل بیت فی کل عام اضحیۃ۔ اے لوگو! ہر اہلبیت پر ایک سال میں ایک قربانی ہے۔

۳۔ قربانی دوسروں کی طرف سے بھی کی جا سکتی ہے۔ اپنی عورتوں کی طرف سے بچوں کی طرف سے۔ سارے کی طرف سے۔

۴۔ آجکل مسلمانوں میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو قربانی کی فلسفی اور اسکی حکمت سے جاہل محض ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ قربانی کی قیمت کسی فنڈ میں دیدینی چاہیئے۔ یہ شریعت کی از سر نو ترمیم ہے۔ اور ایسا ہرگز جائز نہیں۔

۵۔ جسے قربانی میسر نہ ہو یعنے طاقت نہ رکھتا ہو مشکوٰۃ میں ایک حدیث ہے کہ وہ اپنے بال اور ناخن اور لبیں اور مونچھ زیر ناف کٹا دے یہ بھی قربانی ہو جائیگی۔ خذ من شعرک واظفارک وتقص شاربک وتحلق عانتک فذلک تمام اضحیتک عند اللہ (ابوداؤد)

قربانی کون ذبح کرے اور کیا پڑھے

سب سے بہتر یہی ہے کہ قربانی اپنے ہاتھوں سے کرے۔ بخاری شریف میں انس سے روایت ہے کہ ضحی النبی صلے اللہ علیہ وسلم بکبشین املحین فرایت واضعا قدمہ علی اصفاحھما یسمی ویکبر فذبحھما بیدہ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو ابلق دنبوں کی قربانی کی۔ پس میں نے آپ کو اپنا قدم دونوں پہلوؤں پر رکھے ہوئے دیکھا (یہ طریق ذبح ہے یاد رکھئے) بسم اللہ واللہ اکبر پڑھا اور اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے۔

قربانی کے جانور کی عمر۔

اونٹ۔ گائے۔ بکری۔ دنبہ۔ بھیڑ کی قربانی مسنون ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حدیث میں ہے۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تذبحوا الا مسنة الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعة من الضان (رواہ مسلم) دیکھو مشکوۃ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ ذبح کرو مگر مسنہ اگر نہ ملے۔ تو پھر دنبہ کا جذعہ۔ یہ بات تو مسلمہ و یقین ہے کہ اونٹ پانچ سال کا چھٹے سال میں قدم رکھ کر۔ اور گائے بیل دو سال کا تیسرے سال میں قدم رکھ کر مسنہ ہوتا ہے۔ ہدایہ میں بھی یہی ہے۔ لیکن بکری اور بھیڑ کے بارے میں اختلاف ہے۔ حنفی کہتے ہیں ایک سال کا مسنہ ہو جاتا ہے۔ اور اہلحدیث کے نزدیک مثنی کہتے ہیں۔ ثنی کو۔ اور قاموس میں ہے۔ الثنی الذی یلقی ثنیتہ ویکون ذلک فی الظلف والحافر فی السنة الثالثة۔ یہ بکری گائے کے تیسرے برس [illegible] قدم رکھنے سے ہوتا ہے۔ میرے خیال میں جب واقف دیکھے جا سکتے ہیں تو زیادہ جھگڑے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ مسئلہ حضرت الامام الحکم العادل سے دریافت کیا۔ آپنے مجھے فرمایا۔ مولوی (نورالدین) صاحب سے پوچھ لو۔ حضرت امیر نے مجھے فرمایا کہ میری تحقیق میں بکری بھیڑ دو سال کی چاہیئے۔ پھر ایک دوسرے موقعہ پر یہ فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے۔ تعامل کچھ اختلاف ہے۔ اسلئے مومن اس اختلاف سے بوقت حاجت فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

قربانی کے شرکاء۔

اور گائے و اونٹ میں سات آدمیوں کا شریک ہونا جائز ہے۔ وعن جابرٍ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال البقرة عن سبعة والجزور عن سبعة۔ (رواہ مسلم) یعنے جابر سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گائے سات کی طرف سے کفایت کرتی ہے علی ہذا القیاس۔ اونٹ دیکھو مشکوۃ۔

۲۔ یہ سات آدمی مسلمان ہونے چاہیئں۔ فقہ کی کتابوں میں صاف لکھا ہے کہ اگر ایک بھی کافر ہو۔ تو قربانی ناجائز ہو گی۔ اور ان کے حصے برابر برابر ہوں۔ غیر احمدی کی نکتہ

حضرت اقدس کو بہت ناپسند تھی یعنے ناجائز ہے۔

جانور کیسا ہو

بیمار نہ ہو۔ دبلا نہ ہو۔ بے آنکھ نہ ہو۔ کان چرا ہوا نہ ہو لنگڑا نہ ہو۔ عیب دار نہ ہو۔ اسکی تفصیل احادیث سے معلوم ہو گی جو یہ ہے:۔

۱۔ البراء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ سے پوچھا۔ ہم کس قسم کے جانوروں کی قربانی میں اجتناب کریں تو آپنے ہاتھوں سے اشارہ فرمایا۔ اربعًا العرجاء البین ظلعها والعوراء البین عورها والمریضة البین مرضها والعجفاء التی لا تنقی (مشکوۃ) چار۔ ایک لنگڑی۔ جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو۔ دوم کانی۔ جس کا کانا پن ظاہر ہو۔ سوم مریضہ جس کا مرض ظاہر ہو۔ چہارم۔ دبلی جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔

دوسری حدیث حضرت علی سے مروی ہے۔ جو یہ ہے۔ امرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان نستشرف العین والاذن وان لا نضحی بمقابلةٍ ولا مدابرةٍ ولا شرقاء ولا خرقاء (رواہ الترمذی) ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم آنکھ اور کان کو دیکھ بھال لیا کریں۔ قربانی کا جانور ایسا نہ ہو کہ اس کا اگلی طرف سے یا پچھلی سے کان کٹا ہو یا اس کا کان چرا ہوا ہو یا پھٹا ہوا ہو۔ گول پھر فقہاء نے اسی پر قیاس کر کے دم اور سرین کو ملایا ہے۔ اور ایک حدیث میں سینگ کٹی بھی ممنوع ہے۔ پھر اسبات میں بحث ہے کہ یہ کٹنا کسقدر ہو۔ حنفیوں کا فتوے نصف سے زیادہ پر ہے۔ یعنی جسمیں یہ عیب نصف سے زیادہ ہو وہ منع ہے۔ اہلحدیث کا بھی یہی مذہب ہے۔ کہ تھوڑا عیب جائز اور زیادہ اور واضح عیب ناجائز۔ اور اسی پر ہمارا عملدرآمد ہے ٭

آداب قربانی

مسلم میں ایک حدیث ہے۔ من رای ھلال ذی الحجة وارادان یضحی فلا یاخذ من شعرہ ولا من اظفارہ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو حج کا چاند دیکھے اور ارادہ کرے قربانی کا۔ تو اپنے بال اور ناخن نہ کٹائے۔

۲۔ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں ذبح فرماتے تھے۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یذبح وینحر بالمصلی (رواہ البخاری)

۳۔ نماز عید سے بعد ذبح کرے۔ اگر کسی نے پہلے کر دیا ہو تو وہ قربانی نہیں۔ اسلئے پھر کرے۔ بخاری میں براء سے حدیث ہے۔ کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ اس روز سب سے اول ہم نماز پڑھتے ہیں پھر نماز سے فارغ ہو کر قربانیاں کرتے ہیں۔ پس جس نے نماز سے پہلے ذبح کر لیا۔ تو وہ گوشت ہے۔ جو اسنے اپنے اہل و عیال کے لئے مہیا کر لیا۔ قربانی نہیں۔ ان اول ما نبدء بہ من یومنا ھذا ان نصلی ثم نرجع فننحر فمن فعل ھذا فقد اصاب سنتنا و من نحر فانما ھو لحم یقدمہ لاھلہ لیس من النسک فی شئ (رواہ) عن انس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال من ذبح قبل الصلوٰة فلیعد۔ انس سے روایت ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ فرمایا۔ جسنے نماز سے پہلے ذبح کیا۔ وہ قربانی کے واسطے پھر ذبح کرے۔

ایام قربانی

عید کے دن جسے یوم النحر کہتے ہیں۔ اور یوم الاضحیٰ۔ اور اسکے بعد دو دن تک قربانی کی جا سکتی ہے۔ بعض علماء نے تین دن بعد یعنے تیرہویں تاریخ تک فتوے دیا ہے۔ تیرو تاریخ کے فتوے پر صاحب بحر لکھتا ہے۔ لم یعمل بہ احد من الصحابة (کسی صحابی نے اسپر عمل نہیں کیا) بہرحال تعامل میں کچھ فرق ضرور ہے۔ جس سے مومن بوقت ضرورت فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

الاضحیٰ
عن نافع ان ابن عمر قال الاضحیٰ یومان بعد یوم رواہ مالک۔ وقال بلغنی عن علی ابن طالب مثلہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ناقع کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے (جو بڑے متبع سنت نبوی تھے) فرمایا کہ قربانی عید کے بعد دو دن تک ہے۔ اور علی ابن طالب سے بھی ایسی روایت ہے۔ ہدایہ میں لکھا ہے۔ حضرت عمر ابن عباس سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

تقسیم قربانی

قربانی نام ہے۔ ہر اقتہ دم (خون بہانے) کا نہ کہ گوشت کے صدقہ کرنے کا۔ جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے جو بروایت حضرت عائشہ مشکوٰۃ میں موجود ہے۔ ما عمل ابن آدم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم۔ پس جس نے حسب شرائط متذکرہ بالا جانور ذبح کیا اسکی قربانی ہو گئی۔ اب گوشت خود کھا جائے۔ کسی کو نہ دے اسی طرح کھال سے خود نفع اٹھائے۔ تو قربانی میں کوئی فتور نہیں پڑتا۔ لیکن کریم النفس شرفا کا طریق ہے کہ وہ خود کھاتے ہیں۔ دوسروں کو کھلاتے ہیں۔ خویش واقارب کو پہنچاتے ہیں۔ اور مسکینوں محتاجوں کو بھی دیتے دلاتے ہیں۔ اسلئے عام طور سے یہ قاعدہ ہے کہ تین حصے کر لیتے ہیں۔ لیکن اسے ضروری سمجھنا اور جو ایسا نہ کرے اسے مہتم کرنا غلطی ہے ؛

۲۔ قربانی کا گوشت بیچنا ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے فکلوا ما شئتم ولا تبیعوا لحوم الھدیٰ والاضاحی وکلوا وتصدقوا واستمتعوا بجلودھا ولا تبیعوھا (رواہ احمدؒ)

اور کھاؤ جتنا چاہو۔ اور صدقہ کرو۔ اسکی کھال سے فائدہ اٹھاؤ۔ مگر بیچو نہیں۔ یہ بیچنا بقصد تمول ناجائز ہے اگر اسکے بدلے میں کوئی ایسی چیز لی جائے۔ جو اپنے عین سے بغیر اتلاف نفع دے جیسے دلو۔ مشک یا اس نیت سے بیچا جاوے کہ اسکی قیمت مسکینوں پر صدقہ کر دیں تو جائز ہے ؛

۳۔ کھال وغیرہ اتارنے گوشت صاف کرنیکی مزدوری الگ دینی چاہیئے۔ جیسا کہ حضرت علی سے روایت ہے۔ کہ مجھے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں آپکی طرف سے قربانیاں کر کے ان کا گوشت اور چمڑے مسکینوں پر تقسیم کر دوں۔ اور کھال اتروانے کی مزدوری اس میں سے نہ دوں۔ ولا اعطی فی جزارتھا شیئاً دیکھو بلوغ المرام۔

اُمور مسنونہ بتقریب عید اضحیٰ

۱۔ قرآن مجید میں ہے۔ ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومٰت۔ اور اللہ کا نام لیں مقررہ دنوں میں۔

حاکم نے اس روایت کی تخریج کی۔ اور اسے صحیح کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بسم اللہ جہر فرماتے فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے۔ اور حج کے دن کی صبح سے لیکر آخری یوم تشریق کی عصر کی نماز تک تکبیر کہتے۔ ہدیۃ المہداۃ جو مشکوٰۃ کی چوتھی فصلوں کا مجموعہ ہے۔ اسمیں بروایت جابر مرفوعاً روایت ہے۔ کہ فرضی نماز کا سلام پھیرنے کے بعد درمیانی آواز سے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد پڑھنا چاہیئے کل ۲۳ نمازوں میں۔

۲۔ عید والے دن یہ امر مسنون ہیں۔

(۱) غسل (۲) مسواک (۳) آرائش (۴) عمدہ کپڑا (۵) خوشبو (۶) سویرے اٹھنا (۷) عید گاہ میں جلد جانا (۸) قربانی بعد از نماز عید (۹) نماز باہر پڑھنا (۱۰) جس راہ سے جائیں دوسری راہ سے آویں (۱۱) تکبیر کہتے آنا جانا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد۔

(۲) مستورات بھی عید گاہ میں جائیں ؛

(۳) عید اضحیٰ کی نماز عید الفطر سے جلد پڑھنی چاہیئے چنانچہ ابو الحویرث روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو لکھا۔ اور وہ نجران میں تھا کہ عجل الاضحیٰ واخر الفطر وذکر الناس۔ (رواہ الشافی مشکوٰۃ) اضحیٰ کی نماز جلد پڑھ۔ اور فطر کی ذرا اس سے تاخیر کے ساتھ۔ اور لوگوں کو وعظ کر۔

۴۔ سب سے اول نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یخرج یوم الفطر والاضحیٰ الی المصلیٰ۔ واول شی یبدء بہ الصلوٰۃ ثم ینصرف فیقوم مقابل الناس والناس علیٰ صفوفھم فیعظھم ویأمرھم (متفق علیہ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم عید فطر و عید اضحیٰ کے دن عید گاہ میں نکلتے۔ تو سب سے پہلے جو بات کرتے وہ نماز تھی۔ پھر لوٹ کر لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوتے۔ اور لوگ اپنی صفوں پہ بیٹھے رہتے پس آپ ان کو وعظ فرماتے۔ اور ان کو حکم فرماتے۔ دیکھو بلوغ المرام۔

پس عید گاہ میں جا کر پہلے وعظ شروع کر دینا جیسا کہ بعض حنفیہ کا معمول ہے۔ ناجائز ہے۔ اور نماز کے اکثر لوگ صفوں کی ترتیب میں خلل ڈالکر گھروں کی طرف بھاگنے لگتے ہیں۔ یہ بھی خلاف سنت ہے۔ خطبہ کو ضروری نہیں سمجھتے۔

۴۔ اذان واقامت اس نماز میں نہیں۔ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم صلے العید بلا اذانٍ ولا اقامۃ (بلوغ المرام) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عید بغیر اذان واقامت کے پڑھائی۔

۵۔ دو رکعت نماز ہے۔ اور اس سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں۔ عن ابن عباس ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم صلے یوم العید رکعتین لم یصل قبلھما ولا بعدھما اخرجہ السبعۃ۔ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں عید کے دن پڑھیں نہ اس سے پہلے کچھ پڑھا نہ بعد میں۔ دیکھو بلوغ المرام

۶۔ تکبیر تحریمہ کہکر ہاتھ باندھ لے۔ ثناء پڑھ کر پھر سات تکبیریں اور کہے۔ ہر تکبیر پر ہاتھ کانوں کے برابر لیجاکر کھلے چھوڑ دے۔ اور ساتویں پر باندھ لے۔ پھر قرأت پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں قبل از قرأت سوا اس تکبیر کے جو سجدے سے اٹھتے وقت کہی جاتی ہے۔ پانچ تکبیریں کہے۔ اور پانچویں تکبیر پر ہاتھ باندھ لے۔ بلوغ المرام میں حدیث ہے۔

التکبیر فی الفطر سبع فی الاولیٰ وخمس فی الاخرۃ والقراءۃ بعدھما کلیتھما (اخرجہ ابو داؤد ونقل الترمذی عن البخاری تصحیحہ)۔ تکبیریں پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ تکبیریں ہیں۔ اور قرأت ان دونوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بعد ترمذی نے اس حدیث کی بخاری سے تصحیح نقل کی ہے

(ب) اور قرأت میں جہر کرنا چاہیئے۔ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر کبروا فی العیدین والاستسقاء سبعاً وخمساً وصلوا قبل الخطبۃ وجھروا بالقراءۃ (مشکوٰۃ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر نے عیدین و استسقا میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں۔ اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی۔ اور قرأت باواز بلند پڑھی۔

(ج) میدان میں سترہ کھڑا کرلیں۔ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کمان پر سہارا دیکر خطبہ پڑھا۔

(د) سبح اسم۔ ھل اتاک حدیث الغاشیہ۔ ق اقتربت الساعۃ۔ یہ سورتیں پڑھنے کا معمول تھا۔ (اخرجہ السنۃ الا البخاری)

نماز و خطبہ کے بعد ہمارے سید و مولیٰ مسیح موعود لوگوں کی تحریک سے دعائے خیر فرما دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ اس مضمون کو نافع للناس بنائے۔ جسے میں نے بہت محنت سے مختصر مگر جامع لکھا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ؛

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

انخلین بجنور یکم ستمبر ۱۹۱۸ء کے اشیو میں "انجام زار پر چند انتخابات عبرت" کے عنوان سے مندرجہ ذیل عبارت لکھتا ہے جس سے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کی تصدیق ہوتی ہے۔ جو آپ نے آج سے چودہ سال پیشتر فرمائی تھی۔

آہ! جائے عبرت ہے کہ وہ زار جسکے قدموں پر بغرض عبودیت کمزور قوموں کے سر گرے پڑے تھے اور جب یہ "شیر کوہ قاف" شکار میں مشغول ہوتا تھا تو یہ اسکے پیچھے لگی رہتی تھیں، اور آج یہ ایک ستم رسیدہ ملزم توبہ مجرم کی طرح سائبیریا کے قید خانہ میں پڑا گھٹتا رہا۔ اور یہاں انکی شاہزادی فوجی گارد کی بارکوں کو صاف کیا کرتی تھی۔ افسوس اسپر بھی بس نہ ہوئی یہ اور انکی بیگم اور شاہزادی کو یورال کی کیطرف منتقل کئے گئے۔ اور انکو مجبور کیا گیا۔ کہ یہ ایک راہ سائبیریا جیسے لق و دق ملک میں سے پاپیادہ طے کریں۔ اس حکم کی تعمیل کیگئی۔ اور یہ یورال پہونچی۔ جہاں یہ بدنصیب اپنی بیوی کی موجودگی میں نشانہ بندوق بنایا گیا۔ آہ! کیا اس فیشن ایبل ظلم کی مثال دنیا پیش کرسکتی ہے۔

بیک گردش چرخ نیلو فری
نہ نادر بجا ماند نہ نادری

یہ وہ شہنشاہ تھا۔ جس کی سول لسٹ (نفقۃ التاج) نو کروڑ روپیہ تھی۔ اس واقعہ سے ان قوموں کو سبق لینا چاہیئے۔ زار کی حالت زار مظہر جلال کردگار ہے۔ کون کہہ سکتا تھا کہ روس کبھی تباہ ہوگا۔ (واقعی انسان نہیں کہہ سکتا تھا) مگر خداوند عالم الغیب کو معلوم تھا اُسنے اپنے مامور کی زبانی یہ ارادہ ظاہر کردیا کہ ؎

آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب
اور فرمایا۔

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

اس پیشگوئی کی تکمیل ولیعہد زار نکولس کے گولی سے مارا جانے سے ہوگئی۔ جسکی نسبت حال ہی میں خبر آئی یوں زار کے گھرانے ہی کا خاتمہ ہوگیا۔ اب نہ کوئی زار ہے نہ ہوگا۔

گورداسپوری کلرک نہر

جس نے مباہلہ کے لئے احمدیوں کو بلایا

امرتسر کے اک اخبار میں ایک صاحب* نے جن کا نام محمد الدین ہے۔ لکھا ہے کہ میں مرزا صاحب کو مفتری سمجھتا ہوں مباہلہ کو تیار ہوں۔ مگر مباہلہ کا طریق یہ بتایا ہے۔ کہ میرے ساتھ کسی احمدی کا ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈالا جائے جس کا ہاتھ جل جائے وہ جھوٹا۔ جس کا ہاتھ نہ جلے وہ سچا۔

معزز ناظرین! یہ ہے آج کل کی مسلمانی۔ اس شخص کو واضح ہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ مباہلہ کتاب و سنت کے مطابق کر سکتے ہیں۔ یہ مداریوں والے تماشے تو غیر مسلم بھی دکھا سکتے ہیں۔ ان سے ہمیں سروکار نہیں۔ اگر کچھ ہمت ہے تو آؤ۔ چودھری بدر دین قادیانی تمہارے مقابلہ کے لئے تیار ہے۔ پہلے دلائل سننے ہونگے۔ اور اپنے سنانے ہونگے اسکے بعد مطابق سنت نبوی مع اہل و عیال مباہلہ ہوگا۔ لعنۃ اللہ علے الکاذبین۔ پھر دیکھا جائیگا۔ کہ خدا کس کے حق میں فیصلہ کرتا ہے۔

کاغذی مرشد

دہلی کے حسن نظامی نے ستارہ صبح میں ایک مضامین کا سلسلہ شروع کیا۔ جسمیں یہ بتانے کی کوشش کی کہ (سیدنا مسیح موعود) مرزا غلام احمد کی کامیابی اشتہاروں اور دل کی قوت یقین پر مبنی تھی۔ پھر اسی کی نقل کرتے ہوئے پہلے تو خلیفہ وقت کو لکھا کہ میں ایک گھنٹہ میں جان قبض کرلونگا لیکن جب مسیح موعود کے ادنے سے ادنے خدام اس مقابلہ کے لئے تیار ہوگئے۔ تو چپ رہ گیا۔ اور وہ منہ کی کھائی۔ کہ عمر بھر یاد رکھے گا۔ پھر مرشد ایک رسالہ نکالا اور اسکے ذریعہ اپنی بزرگی کا سکہ جمانا چاہا۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ نہ ستارہ صبح رہا نہ مرشد چل سکا۔ یہ ہے خدا کے مامورو کے سلسلہ کا مقابلہ کرنے والوں کا انجام۔ جو ایک نیک دل انسان کے لئے کافی ہے۔ حسن نظامی شاید ابھی خدا کی قدرت کا کچھ اور ہاتھ دیکھنا چاہتا ہے۔

مسیح کی آمد ثانی کے لئے عیسائی دنیا بے قرار

۹ اگست ۱۹۱۸ء کے نور افشاں میں روحانی بیداری کے عنوان سے ایک نامہ نگار عیسائی لکھتا ہے۔

تاہم ایماندار نظر اوپر اُٹھائے ہوئے ہیں کہ ان کا چھٹکارا قریب ہے۔ اور یہاں ہندوستان میں بھی خداوند کی آمد پر بہت توجہ ہو رہی ہے۔ بعض تو یہاں تک تنگ آگئے ہیں کہ وہ پکار رہے ہیں کہ میرے محبوب نے کیوں دیر لگائی۔ اے خداوند یسوع آ۔

ہم نور افشاں کے نامہ نگار کو مژدہ دیتے ہوئے کہ آنیوالا تو آ چکا

* دیکھو ساڈا گڑھ مورخہ ۶ ستمبر ۱۸ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر تم نے نہ پہچانا۔ وہ ایسے آیا جیسے بجلی پورب سے پچھم کو کوندتی ہے۔ پر تم سوئے رہے۔ کیا ایلیا کی آمد ثانی کے متعلق خود فیصلہ تمہارے خداوند یسوع نے کیا تھا۔ اُسے بھول گئے۔ پس آؤ اگر تم مسیح کی آمد ثانی دیکھنا چاہتے ہو۔ تو اسے مرزا غلام احمدؑ کے وجود میں دیکھو۔ کہ وہ نبوت پوری ہو چکی۔ مبارک وہ جو ایمان لائے۔ اور اپنی صلیب کندھے پر اٹھا کر اسکے پیچھے چلے۔ تا وہ ہمیشہ کی زندگی کے وارث ہوں

میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں

اور

آبادیوں کو ویران پاتا ہوں

یہ وہ الفاظ ہیں جو خدا کے برگزیدہ مامور مرزا غلام احمدؑ مسیح موعودؑ کی زبان قلم سے آج سے گیارہ سال پہلے نکلے۔ اور ایک عالم میں شائع کر دیئے گئے۔ انکی تصدیق آجکل کے واقعات کر رہے ہیں۔ جنہیں پنجاب پبلسٹی کمیٹی کا ہر دلعزیز اخبار حق لاہور جو پچاس ہزار چھپتا ہے۔ یوں بیان کرتا ہے:۔

"وہ یورپ جو علم و فضل۔ آرائش و تزئین۔ ترقی و تہذیب۔ غرض ہر لحاظ سے اس دنیا کی آنکھ کا تارا تھا۔ آج جس مصیبت و پریشانی سے دن بسر کر رہا ہے دنیا پر روشن ہے

شمالی فرانس اور بلجیم کی شہرہ آفاق انگوروں کی بیلیں اور لطیف میووں کے پودے۔ بلند شاہ بلوط سفیدے چنار اور تمام خوشنما اور مفید درخت جرمنوں نے ایک ایک کر کے کاٹ ڈالے۔ وہ عمارتیں جن پر صدیوں کی محنتیں صرف ہوئی تھیں وہ عجائبات عالم جو مدتوں کی جانکاہیوں کا نتیجہ تھے۔ وہ تصاویر جو اپنی کیفیت شہود میں نادر روزگار تھیں۔ ظلم کے خونین پنجے سے نہ بچ سکے۔ گرجے کتب خانے رصد گاہیں۔ ہسپتال۔ دارالعلوم۔ ایوان حکومت۔ غرض بلجیم اور شمالی فرانس کی کوئی سفید جگہ ایسی نہیں۔ جو زبان حال سے جرمنوں کے مظالم کی داستان نہ سنا رہی ہو۔ اسکے علاوہ آج یورپ کا شاید ہی کوئی گھر ہو۔ جسپر غم کی کوئی تاریکی نہ چھائی ہو۔ ملکوں کے نونہال جن کی تعلیم و ترتیب اور پرورش پر بڑی امید ماں باپ نے اپنے گاڑھے پسینے کی کمائی اپنی دن رات کی کوششیں صرف کر دی تھیں۔ پل کی پل میں اس جنگ کا شکار ہو گئے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ یورپ ایسے ہونہار اور قابل نوجوانوں کی نسلوں کی بربادی پر برسوں آنسو بہاتا رہے گا۔ اور یہ وہ نقصانات ہیں۔ جن کا خمیازہ اس ممتاز اور مشہور براعظم کو صدیوں اٹھانا پڑے گا ؎

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہو گئیں

یہ تو ہے مرنے والوں کی کہانی۔ مگر یورپ کے رہنے والے زندہ درگور ہو رہے ہیں۔ بھوکی۔ تلی خوراک۔ اندازے کا کپڑا۔ دن رات کا خوف۔ لگاتار کام۔ بے چینی۔ بے آرامی۔ بے اطمینانی۔ غرض ایک نہ ختم ہونے والی مصیبت ہے۔ جس کا سامنا ہر فرد بشر کو کرنا پڑتا ہے۔ اور آفرین ہے ان کے دل و جگر کو۔ کہ کس صبر و تحمل سے کس ہمت و اطمینان سے وہ ان آفات کو برداشت کر رہے ہیں۔ یہ سب مصیبتیں جنگ کی مصیبتیں ہیں۔ فساد کی مصیبتیں ہیں۔ بدامنی کی مصیبتیں ہیں۔"

رُوس بحالت زار

اخبار پرکاش ۸ ستمبر نے جو لکھا ہے۔ وہ بھی پڑھ لیجئے تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ دشمن بھی اس پیشگوئی کی تصدیق میں مجبور ہیں۔

روس کی مکمل تباہی میں کوئی شک نہیں کسی دشمن کی ضرورت نہیں۔ خود ہی ایک دوسرے کو مار کر مر جائینگے بڑے بڑے جرنیل۔ وزیر۔ مدبر۔ اپنے مخالفوں کی گولیوں کا نشانہ بن چکے ہیں۔ غریب زار گولی سے مارا گیا۔ اب خبر آئی ہے کہ روس کی موجودہ ظالم حکومت نے اسکے معصوم لڑکے کی جان لینا بھی ضروری سمجھا ہے۔ اوہو۔ دنیا میں کس قدر پاپ ہو رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہاتھ پر مل رہا ہے۔ تازہ خبر ہے کہ بولشویک گورنمنٹ کا لیڈر لینن گولی سے مار ڈالا گیا۔ اس شخص کی اپنی جماعت میں بڑی طاقت تھی۔ ..... ایک اور خبر بھی ہے کہ روس کی موجودہ حکومت نے ماسکو میں پانچ سو مخالفوں کو گولی سے مار ڈالا ہے۔ ایک طرف یہ حالت ہے کہ بھائی کا ہاتھ بھائی کے گلہ پر ہے۔ اور دوسری طرف ہیضہ اور دوسری بیماریاں ناش کر رہی ہیں۔ معلوم نہیں روس کن کن سے پاپوں کی سزا مل رہی ہے۔ اسوقت روس میں کوئی ایک آدمی نظر نہیں آتا۔ جو اس بگڑی کو بنانے پر اتما ہی کچھ دیا کریں تو بچ جائے۔ ورنہ بظاہر اسکے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

آخری خبر یہ ہے کہ لینن اسوقت تک زندہ ہے۔

مسافر آگرہ کی شرر انگیزی

پریس ایکٹ کے اجراء کے بعد مسافر آگرہ وہ اخبار ہے۔ جس نے مذہبی دل آزاری خصوصاً اسلام کے متعلق آئے دن اشتعال انگیز حملہ کرتے رہتے ہیں۔ کوئی تبدیلی نہیں کی۔ چنانچہ ۶ ستمبر کے پرچے میں اس نے یہ الفاظ شائع کئے ہیں۔ جنھیں نقل کرنے سے بھی ہمیں سخت دکھ ہے مگر امر مجبوری۔

"اسلامی تعلیم میں غلام بنانا پایا جاتا ہے اور اسلامی زمانہ میں غلامی بدستور خوب زور پر تھی۔ اور جو جو انیاں چار غلاموں پر ہوتے تھے۔ ان کا درجن روما پنجھ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ غلام اور اغلام کا مصدر بھی ایک ہے۔"

اس آخری فقرہ کی لغویت اور بے ہودگی ظاہر ہے جسکو اصل مضمون سے کچھ تعلق نہیں۔ سوائے اسکے کہ مسلمانوں کو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اشتعال دلایا جائے۔ اور ان کی دل آزاری کی جائے ہم اس کا ترکی بہ ترکی جواب دے سکتے ہیں۔ مگر مناسب نہیں۔ محمد رسول اللہ وہ مبارک شخصیت ہے اور اسلام وہ پاک مذہب کہ اسنے غلامی کو صفحہ دنیا سے اُڑا دینے کے اصول باندھے۔ اور غلاموں کو وہ حقوق دئے جو تم اس تہذیب کے زمانے میں بھی اپنے تنخواہ دار ملازموں کو تو در کنار اپنے مذہب میں ہو کر بھائیوں کو بھی نہیں دیتے۔ پھر نہ جانے کس منہ سے ہمارے منہ آتے ہو۔ آخر کچھ تو شرم چاہیئے ۔

فلسفہ کثرتِ ازدواج

شریعت اسلام میں ایک ہی وقت چار تک عورتیں عقد ازدواج میں لانیکی اجازت پر جو لوگ اعتراض کرتے ہیں یہ انکی غلطی ہے اصل کتاب میں چار نکاح تک جائز تھے۔ اگرچہ اسوقت ایک نکاح پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مگر وقت نکاح جو چوتھی انگلی میں خلاف ازدواج عام انگشتری پہنائی جاتی ہے اسکی علامت ہے کہ چار عورتوں تک نکاح میں لانا دستور قدیم مسیحیان تھا۔ اسلئے صحیفہ اوّل بنام طمطاؤس ۱۳ باب ۳ میں ان قسیسوں کے لئے جو خدمت معابد کی کرتے ہیں۔ ہدایت ہے۔ کہ ایک عورت سے زیادہ عقد میں نہ لائیں۔ پس یہ خصوصیت اس ممانعت کی اور استثناء ان خادمان دین کا صریحاً شہادت دے رہا ہے۔ کہ ان خادم کے سوا عوام الناس کو خود ان کے مذہب نے پابند صرف ایک عقد کا نہیں رکھا۔ بلکہ ہر ایک کو اجازت کئی کئی نکاح کی دی گئی۔ کیونکہ اگر عوام کو اجازت نہ ہوتی۔ تو خواص کو بخصوصیت کیوں ممانعت کیجاتی۔ پادری فکس صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تعدد ازدواج کے مقدمہ میں ہم بہ تردد تسلیم کرتے ہیں۔ کہ بنی اسرائیل میں بھی اس دستور نے رواج پایا تھا۔ اور خدا نے بھی اسکو نہیں منع فرمایا بلکہ اکثروں کو برکت دینے کا وعدہ کیا۔ جو اسپر چلتے تھے۔ (اصلاح رسوم مطبوعہ لکھنؤ باہتمام پادری سمور صاحب) اور انگریزی تواریخ سیر الاسلام مترجمہ بابو پنجھر بزبان اُردو مطبوعہ ۱۸۴۵ء کے صفحہ ۲۱۹ میں لکھا ہے کہ کتب قدیم سے دریافت ہوا ہے کہ قدامت میں لکھا ہے کہ کتب قدیم قدما سے دریافت ہوا ہے کہ قدامت میں قسیسان مسیح سب مسیحوں کو فتوی یعنی عام اجازت چار نکاح تک کی دیتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ متاخرین نے علی العموم رواج ایک عورت کا دیکھ کر خواہ مخواہ خصوصیت ہی ایک عورت کی ایک مرد کے لئے سمجھ لی۔ اور مقلد ہو کر مقید رسم کے بنگئے۔

اخبار وکیل امرتسر ۲۷۔ اپریل ۱۹۱۷ء میں ہے کہ ولایات متحدہ امریکہ نے مارمنون کے نام سے علم الاجتماع کے فلاسفروں کا ایک فرقہ ہے۔ جنکے واقعات ٹونس کے اخباروں میں شائع کئے ہیں۔ اس فرقے کا خاص فلسفہ یہ ہے۔ کہ مرد کے قویٰ ایسے نہیں ہیں کہ علم الاجتماع کے اصول کی رو سے وہ ایک ہی بی بی پر قناعت کر سکے۔ اور پھر اسکی زندگی شریفانہ یا پاکدامن بھی رہ سکے ان کی رائے میں ایک مرد کے لئے کئی بیبیاں لازمی ہیں۔ اس فرقہ نے اپنا دائرہ محدود کر رکھا ہے اور اسکے ممبر صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو فلسفہ اجتماعی سے آشنا رہوں۔ آج کل ان کے ممبروں کی تعداد تین لاکھ ہے۔ جنمیں ایک شخص بھی ایسا نہیں جسکے گھر میں ایک سے زیادہ بیبیاں نہوں۔

خود مسلمان تو اپنی علمی مسئلہ تعدد ازدواج کو معیوب سمجھ رہے ہیں۔ مگر علمی دنیا اس کا ثبوت دے رہی ہے۔ اور اس تھیوری پر لاکھوں آدمی کاربند ہوں۔ فرقہ مورمون کے بانی کا نام جوزف ۱۸۲۷ء میں اس فرقہ کی بنیاد پڑی۔ اور ضلع میسوری والنوا اس کے خاص مرکز ہیں۔

ان لوگوں نے اپنے فلسفہ کے متعلق یورپ کی مختلف زبانوں میں بڑی بڑی معرکۃ الآرا کتابیں شایع کی ہیں اور علمی طور پر ان تمام اصولوں کے پابند ہیں۔ جو اسلام نے فلسفہ ازدواج کے متعلق قرار دی ہیں۔ مسلمانوں میں اگر علم ہوتا تو وہ دیکھتے کہ ساری دنیا ان کے اصول موضوعہ پر عمل کرنے کو آمادہ ہے۔

جو مخالفین خصوصاً یہود و نصاریٰ ہمارے پیشوائے برحق و ہادی مطلق پیغمبر اسلام پر اعتراض اپنی عام امتوں سے تجاوز تعداد ازدواج میں کرنے کا از روئے آیہ مذکورہ بالا کرتے ہیں۔ یہ ان کی بڑی غلط فہمی ہے۔ حالانکہ مجموعہ توریت میں فتوی ہر مسموع یعنی نبی اور بادشاہ کے لئے چار زوجہ تک کا ہے۔ علاوہ حرمون کے۔ چنانچہ علماء یہود حضرت داؤد کی ازدواج مطہرات کا شمار چھ تک بتلاتی ہے۔ علاوہ لونڈیوں کے۔ اور دوسموئیل ۱۲ باب ۸ میں دوبار یعنی اتنی اور اتنی زیادہ دینے کا خدا نے حضرت داؤد سے وعدہ فرمایا۔ اسی کے بموجب پیشوایان قوم کو چھ چھ یعنی اٹھارہ بیبیاں کرنیکا یہودی علماء کی طرف سے فتوی ہے اور دوں کیواسطے چار تک جواز رکھا ہے چنانچہ رحجام بن سلیمان کی اٹھارہ اور امیہ بن رحجام کی ۳۲ عورتیں تھیں۔ (کتاب روم تواریخ ۱۱ باب ۱۲۱ اور ۱۳۱ تک ۳۱

پھر بھلا نو (۹) ہی بیویوں پر رسول خدا بلکہ اشرف الانبیاء کے اعتراض کثرت ازدواج کا کیونکر ہو سکتا ہے۔ پس اس آیت قرآن مجید سے ایک طور پر چار ازدواج اور دوسرے پر نو یعنے دو۔ تین چار جس کا مجموعہ

چار اور نو بیویوں کو ایک ہی وقت میں رکھنا جائز ہے اور بطور دیگر ۱۸ اور ۲۷ کا عدد بھی جائز ہے + (باقی)

حقیقۃ الرؤیاء

وہ کونسا احمدی ہے۔ جسے کبھی نہ کبھی کوئی خواب آئی ہو اور وہ اس کی حقیقت معلوم کرنے کے بے تاب نہ ہو جاتا ہو۔ اگر کوئی نہیں۔ تو پھر ہر ایک کا فرض ہے کہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

حقیقۃ الرویاء کے نام سے اسی غرض کو پورا کرنیکے لئے جو کتاب حال میں شایع ہوئی ہے۔ اسے منگوا کر پڑھیں۔ اور اس سے اپنی خوابوں کی حقیقت معلوم کر لیا کریں۔ یہ کتاب بہت عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے سفید کاغذ پر شایع ہوئی۔ اور دس آنے قیمت پر مندرجہ ذیل پتہ سے ملتی ہے فوراً منگا لیجئے۔

ملنے کا پتہ :-

دفتر ایڈیٹر الفضل قادیان

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا۔ اور ایم قاسم علی پبلشر نے شایع کیا)